خط بنام ایڈیٹر ترجمان القرآن

مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی کے ایک خط کے سلسلہ میں

جناب محترم۔ السلام علیکم۔

ترجمان القرآن ماہ جمادی الاخری ۱۳۵۵ھ میں آپ کا مضمون بعنوان "سلسلۂ فتنۂ تکفیر" کے مطالعہ سے مجھے حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ حیرت تو اس وجہ سے ہے کہ آپ جیسے سنجیدہ اور زمانہ شناس انسان نے بھی کیونکر بغیر سوچے سمجھے اپنا زور قلم اور دماغ ایک ایسے مضمون پر صرف کرنا پسند کیا جس سے نہ صرف آپکی معلومات اور تحقیقات پر ناگوار اثر پڑتا ہے بلکہ آپکی علمیت کی سنجیدگی اور زبان موعظت کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے اور افسوس اس کا ہے کہ آپنے جن محترم حضرات کے لیے اس قدر درشت اور سخت لہجہ کو استعمال فرمایا ہے وہ آپ کے لیے کسی طرح بھی موزوں نہیں معلوم ہوتا کیونکہ وہ اسلامی ہند کی مایہ ناز ہستیاں ہیں جس مصلحتِ سیاسی کے مد نظر آپ نے ایک متبحر اور محتاط ہستی کو درس احتیاط دیا ہے خود آپ اس سے بہت دور نظر آتے ہیں بلکہ مضمون کے دیکھنے کے بعد صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مولانا نے نہیں بلکہ آپ نے وہ لغزشیں کی ہیں جن کو آپ نے مولانا شبیر احمد صاحب کی طرف منسوب فرمایا ہے

آپ کے پورے مضمون کا صرف اس قدر خلاصہ ہوسکتا ہے کہ زمانہ موجودہ میں مسلمانوں کو آپس میں کفر کا فتوی دینے سے نہ صرف احتیاط بلکہ اجتناب کرنا چاہیے اور محض اپنے اس خیال کو مصلحت سیاسی قرار دیکر آپ نے نہ صرف مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی بلکہ اپنے استاد کی بھی جابجا بے جا خبر لے ڈالی ہے۔

بہر حال ہمیں اس سے تو بحث نہیں کہ آپ نے شخصی طور پر کن حضرات کو مخاطب فرمایا ہے

ہم تو اس وقت صرف آپ کے اس اصول پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں جس پر آپ نے اپنے مضمون میں بہت محنت اور کاوش کے ساتھ لفظی استدلال سے عبارتوں کی الجھنوں میں پھنسا کر عوام میں غلط فہمی پھیلانے کی ان تھک کوشش کی ہے۔

ف۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ فتویٰ دینے میں احتیاط کرنی چاہیے

جناب من! یہ ایک مذہبی فریضہ اور ذمہ دارانہ خدمت ہے آپ کے فرمانے سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف آج کل ہی احتیاط کی ضرورت ہے اور اس سے پہلے نہ اسلاف نے احتیاط سے کام لیا اور نہ آئندہ ضرورت ہوگی۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کس طرح آپ نے اس قدر غیر ذمہ دارانہ تحریر پیش کر کے دنیا کے سامنے علوم اسلامیہ اور فن افتاء کا مذاق بنایا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ائمہ کرام نے سختیاں برداشت کرنا قید میں جانا اور سزائیں بھگتنا سب کچھ گوارا فرمایا لیکن کبھی کسی مصلحت کی بنا پر فتویٰ دینے سے اجتناب اور فتویٰ دینے میں سیاسی احتیاط نہیں برتی پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کا زمانہ سازی کے لحاظ سے مولانا کو نصیحت فرمانا کہ "وہ فتویٰ لکھنے سے انکار فرما دیتے" کہاں تک حق بجانب ہے۔ کیا حقیقتاً ایک مفتی اور عالم کے لیے یہ جائز ہے کہ جب جی چاہے فتویٰ دے اور جب جی چاہے انکار کر دے۔ کیا حضرت امام احمد ابن حنبلؒ بھی آپ کے اس اصول پر (اگر یہ صحیح ہوتا) عمل فرما کر تکلیفوں سے نجات نہیں پا سکتے تھے اور مصلحت و احتیاط سے کام لے کر عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے اپنی جان نہیں چھڑا سکتے تھے اور اگر آپ کا یہ اصول صحیح نہیں تو پھر آپ کس بنا پر مولانا کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ فتویٰ دینے سے انکار کر دیتے اور مصلحت و احتیاط کو کام میں لا کر اظہار حق سے باز رہتے۔

ف بات صرف اس قدر ہے کہ مولانا شبیر احمد صاحب و دیگر حضرات کے سامنے ایک عبارت یا قول بغیر کسی حوالہ اور نام کے پیش کیا گیا اور اس پر فتویٰ طلب کیا گیا۔ مولانا نے شریعت کی

رو سے فتوی بھی دیدیا نفس فتوی سے تو آپ کو نہ بحث ہے اور نہ اختلاف اور نہ آپ میں یہ قوت ہے کہ آپ ثابت کرسکیں کہ جس عبارت پر جن الفاظ میں مولانا نے فتوی دیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ آپ تو صرف اس وجہ سے برہم ہیں کہ مولانا عثمانی اور دیگر حضرات نے موجودہ حالات کے لحاظ سے فتوی دیا ہی کیوں یا یوں فرمائیے کہ فتوی نہ دینا چاہیے تھا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"کیا احتیاط کا مقتضا یہ نہ تھا کہ آپ مستفتی سے مطالبہ کرتے کہ وہ ان لوگوں کے نام ظاہر کرے جن کی عبارتیں وہ پیش کر رہا ہے"۔

آپ اپنے مضمون میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ۔

" آپ فرماسکتے ہیں کہ ہم مفتی ہیں قاضی نہیں ہیں۔ بالکل درست"۔

اس کے بعد بھی آپ ناحقیقت آشنا ہو کر جوجی میں آیا لکھ گئے ہیں یہ حقیقت ہے کہ مفتی کی حیثیت ایک قاضی کی نہیں ہے بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ جن الفاظ اور عبارات میں مفتی کے سامنے استفتا پیش کیا جائے ان کے لحاظ سے اور حدود کے اندر شریعت کا مسئلہ پیش کردے۔ ہاں اگر کوئی عبارت یا قول وغیرہ کسی کتاب کے حوالہ یا کسی شخص کے نام سے پیش کیا جائے اس وقت ضرور مفتی کا یہ فرض ہوتا ہے کہ محولہ کتب وغیرہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد فتوی صادر کرے لیکن یہ تو کبھی بھی ممکن نہیں ہے کہ سرے سے فتوی ہی دینے سے انکار کردے۔

ف مفتیان کرام کے سامنے آئے دن نکاح۔ طلاق حقوق زوجین۔ وراثت وغیرہ کے استفتا پیش ہوتے رہتے ہیں کیا کوئی ایک مثال بھی آپ ایسی پیش فرماسکتے ہیں کہ مفتی نے نفس عبارت سے تجاوز کرکے نام وخاندان اور شجرہ دریافت کیا ہو یا نکاح کب ہوا اور کس نے پڑھایا۔ یا نکاح کا رجسٹر طلب کیا ہو یا زوجین کی باہمی نااتفاقی کے اسباب معلوم کیے ہوں یا ورثاء کے اختلاف کے وجوہات نام یا متوفی کا نام وغیرہ دریافت کیا ہو۔ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آپ پوری تاریخ استفتا میں کوئی ایک نظیر بھی ایسی نہیں دکھا سکتے کہ جس میں آپ کے خانہ ساز مقررہ اصول کے مدنظر کسی مفتی صاحب نے تفصیلات دریافت کی ہوں اور دارالافتا سے نکل کر مثل ایک قاضی یا مجسٹریٹ

کے دور دراز مقامی دریافت تحقیقات کے بعد فتوی صادر کیا ہو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جس اصول کو مولنا عثمانی یا دیگر حضرات کے لیے آپ نے پیش فرمایا ہے اور مجبور بھی فرما رہے ہیں کہ وہ اس پر عمل پیرا ہوں وہ کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے ہم تو یہی دیکھتے چلے آئے ہیں کہ استفتا اگر نام سے پیش ہوتا بھی ہے تو زید بکر عمرو کے نام سے اور انہی ناموں کی گردان کے ساتھ عبارت استفتار پر فتوی دیا جاتا ہے۔ حالانکہ سب مفتی جانتے ہیں کہ یہ نام قطعی فرضی ہیں اور حقیقی متعلقہ اشخاص میں سے کسی ایک کا نام بھی زید بکر عمرو نہیں ہے لیکن آجتک کبھی کسی نے اور خصوصاً آپ نے یہ سوال جو آج اٹھایا ہے نہیں اٹھایا۔ اگر آپ کے نزدیک یہ اصول صحیح نہیں تھا تو آج تک سینکڑوں اور ہزاروں مفتیوں کے متعلق اس گناہ عظیم کو آپ نے کیوں جائز رکھا اور کیوں آپ کے "ترجمان القرآن" کے صفحات اس گناہ کے زائل کرنے سے ابتک عاری رہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مفتیان کرام کے اس عام رویہ سے آپ ایک بالکل لاعلم تھے اور اگر واقعی آپ کی لاعلمی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی تو آپ کو کیا حق ہے کہ اس قدر لاعلم ہو کر بھی رہنمائی اور رہبری کے علمبردار بنکر دنیا کو غلط فہمی اور نا اتفاقی میں مبتلا کریں۔

ف مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی یا دیگر حضرات نے اگر ایسی عبارت پر کہ جس پر نام بھی نہیں تھا فتوی دیدیا تو آپ مولنا پر یا مفتی پر اس قدر برانگیختہ ہو رہے ہیں حالانکہ آپ کو مستفتی کے ساتھ قوت آزمائی کرنی چاہیے تھی کہ اس نے بغیر نام کے فتوی حاصل کرکے بددیانتی اور تحریف کے ساتھ کسی شخص واحد پر متعین کرکے کیوں فتوی شائع کر دیا لیکن تعجب ہے کہ آپ کے رسالہ کے صفحات اس سے یکسر خالی ہیں۔ مولنا پر تو آپ نے جرم عائد کرنے میں اپنے رسالے کے پورے پانچ ورق سیاہ کر ڈالے لیکن مستفتی کے اس ناجائز اور گمراہ رویہ کے متعلق آپ کے قلم سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ یہ ایک اتفاقی بات ہے کہ فتوی دینے کے بعد یہ عبارت مولانا فراہی کی نکل آئی ورنہ ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر یہ تحریرات بزرگ مرحوم کی نہ ہوتی بلکہ کسی ایسے شخص کی ہوتی جو آپ کی نظر میں ملحد و زندیق ہوتا اور آپ خود بغیر نام کے پیش فرما کر مولنا یا اور کسی مفتی سے فتوی طلب فرماتے اور یہ حضرات بھی آپکے اس اصول۔

"کیا شریعت میں مفتی کو بالکل مستفتی کا پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ مستفتی کے ہر سوال کا جواب ضرور ہی دے اور ان ہی

قیود کے اندر دے جن میں استفسار کیا گیا ہو۔"

پر عمل کرتے ہوئے فتوی دینے سے انکار کر دیتے تو ایمان اور ٹھنڈے دل سے سوچ کر فرمائیے کہ کیا آپ ہی پہلے آدمی نہ ہوتے کہ
اس سے بہت زیادہ شد و مد کے ساتھ ایک مضمون زیب قرطاس فرماتے کہ یہ ہیں آجکل کے علما اور مفتی جو محض شخصی وجاہتوں اور دول
انسانی اقتدارات کے خوف سے اظہار حق کرنے سے ڈرتے ہیں اور فتوی دینے سے گریز کرتے ہیں آپ ہی کے الفاظ میں ہم آپ سے
دریافت کرتے ہیں کہ کیا شریعت نے مفتی کو آزاد کر دیا گیا ہے کہ مستفتی کا پابند نہ ہو بلکہ بلا لحاظ اس کے کہ اس سے کیا پوچھا اور دریافت کیا گیا ہے
جو جی میں آئے لکھ مارے اور کیا مفتی کو اختیار دیا گیا ہے کہ امتحان کے اختیاری سوالات کی طرح جس سوال کا جواب دل چاہے دے
اور جس کا چاہے نہ دے اور جن قیود کے اندر فتوی طلب کیا گیا ہے ان سے باہر ہو کر جو جی میں آئے اپنی طرف سے شاعری کر دے۔ فرمائیے
مولنا اس سوال کے جواب میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

ف مذہبی نقطہ نظر اور فن فتوی کے لحاظ سے تو آپ نے بھی مولنا کی احتیاط کا اقرار فرما کر شکریہ ادا فرمایا ہے کہ یہ احتیاط
بھی شکریہ کے قابل ہے "لیکن اس کے بعد بھی آپ مولنا پر فرد جرم لگائے بغیر نہ رہ سکے اور یہ تحریر فرما ہی دیا کہ " وہ اس تحریر کو لے گیا
اور مستفتی سے قطعی کی حیثیت اختیار کر کے اس نے فیصلہ صادر کر دیا کہ یہ خیالات مقالات مولنا شبلی اور مولانا حمید الدین کے
متعین ہو گئے" ہم آپ ہی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس میں مفتی کا کیا قصور ہے قصوروار تو مستفتی ہے۔ جس نے فتوی
حاصل کیا اور بدنیتی کے ساتھ خلاف موقع و محل فتوی کو شائع کر کے اپنی کسی ذاتی اغراض کی بنا پر اس نے ناجائز فائدہ خود حاصل کیا
اور دوسروں کو گمراہی میں مبتلا کیا، بالکل اسی طرح کہ جیسے اس زمانہ میں مختلف فرقوں کے لوگ قرآن مجید کی آیات کو توڑ مروڑ کر اور کھینچ تان کر
غلط تاویلات کے ساتھ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے غلط ترجمانی و تفسیر کر کے گمراہی پھیلا رہے ہیں افسوس ہے کہ اس قدر صاف و صریح زندہ مثالوں کو
دیکھنے کے باوجود بھی آپ فرماتے ہیں کہ "یہ خنجر جو اس نے دو مرحوم مسلمانوں کی قبر اور بہت سے زندہ مسلمانوں کے سینہ میں بھونک دیا کیا یہ جناب ہی کا
عطا کردہ نہ تھا اور کیا آپ ہی نے اس کو اجازت عامہ عطا نہیں فرمائی تھی کہ جہاں چاہے آپ کی بتائی ہوئی شرط متعین کر کے خدا کا خنجر
گھونپ دے" اگر آپ کے خیال میں یہ فتوی خنجر کی حیثیت رکھتا ہے تو ہم بھی تردید کرنا نہیں چاہتے مگر اس خنجر کا جو استعمال آپ نے ظاہر فرمایا ہے اس سے ہم کو کیا

سمجھدار اور ذی ہوش انسان متفق نہیں ہو سکتا۔ مولانا نے یہ خنجر اس لیے دیا تھا کہ عام مسلمانوں میں جو الحاد و زندقہ پھیلنے کا اندیشہ ہے اس کا استیصال کیا جائے اور عوام کے عقائد اور ذہنیتوں کی حفاظت کی جائے ٹھیک اس طرح جیسے کہ کوئی باپ اپنے جوان بیٹے کو ایک خنجر اس لیے دے کہ وہ اپنی حفاظت اور اپنے دشمنوں کی مدافعت میں کام دے لیکن وہ نادان و بزدل پوت اس خنجر سے اپنا ہی گلا کاٹ ڈالے تو بتائیے کہ باپ کا کیا قصور اور غلطی ہے؟ باپ کی تو ہرگز غرض و غایت نہ تھی کہ وہ اس کا غلط استعمال کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے بالکل اسی طرح اگر مولانا نے از روئے شریعت فتویٰ دیا اور استفتار کے لحاظ سے صحیح دیا اور مستفتی نے اس سے نام وغیرہ کے اضافہ کے بعد ناجائز فائدہ اٹھایا اور غلط استعمال کیا تو بیچارے مفتی کا اس میں کیا قصور ہے اور آپ مفتی سے باز پرس کرنے والے یا پند و نصیحت فرمانے والے کون؟ آپ کو جو کچھ سزا و جزا دینا فرمانی ہے (اور بغیر فرد جرم لگائے آپ دے ہی نہیں سکتے) تو مجرم حقیقی یعنی مستفتی پر فرمائیے نہ کہ مولانا پر اور خدا کی جس عدالت کا خوف مولانا جیسے باخدا انسان یا اپنے استاد جیسے خوف خدا رکھنے والی ہستی کو دلایا ہے پہلے اس سے خود خوف فرمائیے اور بعد میں مستفتی کو خوف دلائیے جس نے خنجر کا غلط استعمال کر کے خودکشی کے مرادف کام کیا ہے۔

ف ہمیں افسوس ہے کہ آپ اپنے زور قلم میں سنجیدگی سے بھی دور ہو گئے اور آپ نے اپنے مضمون کو اخلاق سے گری ہوئی عبارت اور سخت و درشت الفاظ کے استعمال سے بہت گندہ کر دیا ورنہ اگر آپ کے پیچ در پیچ مضمون کا تجزیہ کیا جائے تو اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ آپ کے خیال میں مولانا نے احتیاط نہیں کی حالانکہ مضمون کی ابتدا ہی میں آپ مولانا کی احتیاط کا شکریہ ادا کر چکے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جناب مولانا نے "اگر" "اور" "تو" کی بہت ہی قانونی قیود کے ساتھ فتویٰ تحریر فرمایا ہے یہ احتیاط بھی شکریہ کے قابل ہے" اور ساتھ ہی ساتھ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "اس شرط و جزا کے ساتھ فتویٰ لکھ کر مستفتی کے حوالہ کر دینے کے معنی کیا ہیں"۔

نتیجہ اور معنی کیا ہوتے ہیں اس کو تو آپ ہی کا نکتہ رس اور زود فہم دماغ سمجھ سکتا ہے اس سے قبل تو نہ ائمہ کرام وغیرہ میں سے کسی نے شرط و جزا کے ساتھ فتویٰ دیا اور نہ کسی کو سمجھنے کی ضرورت پیدا ہوئی یہ سعادت تو آپ ہی کو حاصل ہوئی ہے کہ اپنے استاد کے ادب سے بھی بالا تر ہو کر شرط و جزا کے ساتھ فتویٰ دینے کے معنی سمجھا رہے ہیں

ف مولانا! اگر آپ کے خیال میں فتویٰ دینے میں ان حضرات نے فاش سیاسی غلطی کی تھی اور آپ کے لیے بھی ان حضرات کو پند و نصیحت کرنا تھا تو اس کا صحیح طریقہ یہ نہیں تھا جو آپ نے اختیار کیا ہے اور تشدد اور غیر سنجیدہ طرز بیان سے مخاطب کیا ہے بلکہ اگر در حقیقت آپ نے یافت حق کے لیے

بے چینی اور انکی غلطیوں کی اصلاح کے لیے مضطرب تھے تو چاہیے تھا کہ حاضر خدمت ہو کر یا بذریعہ مراسلت افہام و تفہیم فرماتے اور شبہات کو حل کرتے اس کے بعد بھی اگر یہ حضرات اپکی تسلی و تشفی کرنے سے قاصر رہتے یا انکار فرماتے تو آپ کو حق حاصل تھا کہ آپ ان تمام محترم و محتشم حضرات کی پگڑیاں سر بازار اچھال اچھال کر یہ راگ الاپتے کہ "ان کی پوری عزت و حرمت ہمارے دل میں ابھی ہے اور لیکن ہم کو اس ظلم کی مخالفت سے باز نہ رکھا۔"

سبحان اللہ اس "پوری" عزت کے قربان جائیے۔

ف۔ آپکے سیاسی اصول کے تحت مولانا کا یہ فتوی جس پر آپنے بے احتیاطی کا فتوی دیا ہے اگر مسلمانوں کے موجودہ ضعف اور انتشار میں افتراق اور فتنہ کا سبب بنتا ہے تو آپکا یہ مضمون بھی جو قطعی احتیاط سے معری اور خالی ہے اگر اس فتوی سے زیادہ فتنہ اور انتشار کا سبب نہیں ہے تو اس سے کم بھی نہیں اور جس قصور کا مولانا کو قصور وار ٹھیرایا ہے اس سے زیادہ آپ مجرم قرار پاتے ہیں جناب کو معلوم ہے کہ آپکے دلخراش جملوں و طعنہ آمیز الفاظ نے آپ ہی کے الفاظ میں کتنے زندہ مسلمانوں کے سینوں میں خنجر بھونکے ہیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں اتنی عظیم اور خطرناک بے احتیاطی برتنے کے بعد بھی آپ سمجھتے ہیں کہ آپکا دامن خون ناحق سے بالکل پاک ہے اور آپ صلاح و اصلاح کے علمبردار بنے ہوئے ہیں کاش کہ آپ اپنے اصلی گناہ کو سمجھکر تاویل و حجت کے بجائے توبہ و استغفار فرمائیں اور آیندہ انکے اعادہ سے مجتنب رہیں

ف۔ جناب نے مولانا عثمانی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "ممکن ہے کہ وہ بندوں کو خاموش کرنے کیلئے اچھی تاویل و حجت ہوں مگر ہمیں خوف ہے کہ خدا کی عدالت میں تو یہ ہمیں کام نہیں آسکیں گی اسلئے ہم ایک بار پھر احقاق حق کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مولانا اپنے گناہ کو سمجھ کر تاویل و حجت کے بجائے توبہ و استغفار فرمائیں اور آیندہ اسکے اعادہ سے بھی مجتنب رہیں" سبحان اللہ! پیر و مرشد آپ بجا فرماتے ہیں لیکن ہم کیسے مان لیں کہ بندے خاموش ہو سکتے ہیں جب آپ ہی خاموش نہ ہو سکے لیکن یہ ہماری غلطی ہے آپ بندوں سے بالاتر اللہ میاں کی عدالت کے وکیل بن کر بندوں کو ڈرا کر خاموش کر رہے ہیں اگر اس کا نام احقاق حق ہے تو فرمائیے کہ بدزبانی اور طعنہ و تشنیع کس چیز کا نام ہوگا ہمیں دیکھنا ہے کہ آپ اپنے گناہ کو سمجھکر کتنے عرصہ تک توبہ و استغفار میں مشغول رہتے ہیں اور ہماری اس تنقید پر کس قدر تاویلات اور حجتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

ف۔ آپ فرماتے ہیں کہ "مگر کیا مفتی اسلام پر تحقیق و تفتیش اور احوال زمانہ کے ملاحظہ اور مصالح امت کی رعایت کا قطعاً کوئی فرض عائد نہیں ہوتا؟" از راہ کرم آپ ہی نے صراحت فرما دی ہوتی کہ کس موقع پر تحقیق و تفتیش اور کیسے فتاوی میں احوال زمانہ کو

ملاحظہ کرنا لازمی ہے اور کن مصالح امت کی رعایت کو نسی صورتوں میں لازم ہو گئی ہے آپ نے جو فرائض مفتی کی طرف منسوب کئے ہیں انکا زیادہ حصہ قاضی یا مجسٹریٹ سے متعلق ہے۔

ف آپ فرماتے ہیں "شرط و جزا کے ساتھ فتوی دینے اور لکھ کر مستفتی کے حوالہ کر دینے کے معنی کیا ہیں" جناب ہی صراحت فرمائیں تو احسان ہوگا کہ قرآن و حدیث کی رو سے شرط و جزا کا استعمال کہاں کہاں جائز ہے اور اسلاف اکابر میں سے کیا کبھی کسی صاحب نے شرط و جزا کے ساتھ فتوی دیا ہی نہیں ؟

ف آپ نے اپنی عادت پر یہ نہیں کی کہ مولانا شبیر احمد صاحب کو بزرگانہ اور عظیمانہ دھمکی (؟) بھی دی کہ "جائے حیرت ہے کہ اپنے فعل کے نتائج ظاہر ہو جانے پر بھی آپ شرمسار نہیں ہوتے توبہ و استغفار نہیں کرتے بلکہ الٹی شکایت فرماتے ہیں"۔ آپ کے عمل سے تو اس ارشاد کا اب تک ثبوت نہیں ملا۔ اب سمجھنا یہ ہے کہ آپ کہاں تک اپنے الفاظ کی لاج رکھتے ہیں اور اپنی اس جرأت اور فعل پر جو آپ نے بزرگ ہستیوں کے مقابلہ میں فرمائی کس قدر شرمسار ہوتے ہیں کیا چشم بد دور یہی طریقہ اپنے بزرگوں اور استادوں کی تحریرات پر تبصرہ کرنے کا ہے۔

ف آپ نے آگے چل کر اپنے زعم علم اور استادانہ رنگ میں فرمایا ہے کہ "نہ ہم کو اس کا علم ہے اور نہ خداوند علیم و خبیر کو" آپ جیسے علماء کرام ہی کی یہ شان ہے یہ جملہ کچھ زینت دیتا ہے کہ آپ نے ایک جنبش قلم اپنی لاعلمی کے ساتھ خدائے علیم و خبیر کو بھی شامل فرما لیا ہے معاذ اللہ ایسی جرأت تو کسی بیباکی کسی جاہل اور احمق کے لئے بھی بیجا نہیں جذبات کی رو میں ادب اور وہ بھی خدا کا اس طرح فراموش کر دینا کسی طرح بھی شایان شان نہ تھا مگر جب عقل و دماغ پر جذبات غالب آجاتے ہیں تو پھر ادب کی حدود اور عدل و انصاف کہاں باقی رہ سکتا ہے۔

ف آگرچہ خود مدارس ہی کی بدولت اس مقام پر فائز ہوئے ہیں جہاں آپ کو ترجمان القرآن جیسے رسالہ کی رہنمائی میسر ہو رہی ہے مگر پھر بھی مدرسیت کا استبداد آپ کو نہایت کھٹکتا ہے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے "علماء اسلام پر مدرسیت کا استبداد کب تک رہیگا" بہت ممکن تھا اور ہے کہ ہم اس چیز استبداد کو بھی وحشی ہی بتلاتے جس نے باوجود اسلامی دل و دماغ رکھنے کے پھر بھی آپ کو عام روش پر جانے پر مجبور کیا ہے لیکن ہم آپ کا اتباع کیوں کریں جبکہ ہم کو خود اس چیز پر اعتراض ہے۔

ف اب تک آپ کا تمام تر شورہ یا نصیحت صرف احتیاط سیاسی کی حد تک تھی مگر اس سے بھی آپ مطمئن نہ ہو کر فرماتے ہیں "دیر کوئی بحث نہیں کی جاتی کہ اس کی نیت کیا ہے" ہمیں تو آجکل کیا اس سے پہلے بھی کسی ایسے مفتی کا نشان نہیں ملتا جس نے عبارت یا قول کو چھوڑ کر نیت پر فتوی دیا ہو ممکن ہے کہ آپ کو علم ہو کیونکہ آپ کو علم کا بہت زعم ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ورنہ ہم تو یہی جانتے ہیں کہ

مفتی تو الفاظ اقوال اور عبارت ہی پر فتویٰ دیتے ہیں اب اگر جناب نے نیت کی پیمائش کا کوئی ٹیپ (Tape) ایمان کے وزن کرنے کا کوئی (Scale) آلہ ایجاد فرمایا ہے تو کیا کہنا دنیا کے سامنے اس حیرت انگیز مذہبی ایجاد کو پیش فرمائیے امید ہے نوبل پرائز (Noble prize) آپ کو یقیناً مل جائے گا افسوس آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ نیت کا علم صرف خدا ہی کو ہو سکتا ہے بندوں کے لیے اس کا صحیح علم بہت مشکل ہے۔

ف اس تنقید کی روشنی میں براہ کرم اپنے مضمون کو پھر پڑھیے اور خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ آپ نے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں، اور آخر ان کا آپ کیا علاج کر سکتے ہیں اگر آپ کا مقصد یہی ہے کہ اکابر علمائے سے ٹکر لو اور بیجا مضمون لکھ کر اپنے رسالہ کی توسیع اشاعت کریں تو ہم آپ کی طرف سے آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہیں۔

ف اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ مولانا نے جن عبارات پر جو فتویٰ اور شرعی مسئلہ پیش کیا ہے وہ غلط ثابت کر سکتے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسا ہے کیونکہ خود آپ نے اصل فتویٰ سے بحث کر کے کوئی اصولی تردید پیش نہیں کی آپ ہی فرمائیں کہ مصلحت کی بنا پر حق گوئی سے باز رہنا صداقت ہے جیسا کہ آپ کے مضمون سے محسوس ہوتا ہے یا حق گوئی کے لیے مصلحت کو نظر انداز کر دینا حق ہے، کیا دلیل سمجھ کر آپ نے آخر میں ذکر کیا ہے کہ "اسلام کی محبت ہر محبت پر مقدم اور اسلام کی مصلحت ہر مصلحت سے زیادہ اہم ہے" اور آپ نے جو مصلحت کی آڑ پکڑ کر بے احتیاطی کا نام دے کر اینڈ کے حق گوئی سے باز رکھنے کی کوشش فرمائی ہے کیا آپ کے اس دعوے کی تردید آپ ہی کی مندرجہ بالا عبارت سے نہیں ہو جاتی ہمیں تو تعجب ہے کہ کہیں آپ کا تکیہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر تو نہیں کہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" اگر ایسا ہے تو ہم افسوس کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نیتوں کے باب میں ایسی راستی فتنہ انگیز سے کہیں زیادہ جرأت حق کی ضرورت ہے۔

ف بے موقع نہ ہوگا کہ آخر میں مولانا کے اس خط پر بھی تبصرہ کر دیا جائے جس کو آپ نے بنائے فساد قرار دے کر ایک عام اضطراب اسلامی دنیا میں پیدا کر دیا ہے مولانا فرماتے ہیں میری عبارت پڑھ جائیے نہ کسی شخص کا نام ہے نہ مستفتی نے ہم کو جو استفتاء دکھلایا تھا اس میں مولانا حمید الدین ابن علامہ شبلی کا نام تھا میں نے یہ لکھا ہے کہ اگر یہ خیالات و مقالات کسی شخص کے متعین ہو جائیں تو بے شک الحاد و زندقہ ہے اس سے احتراز واجب ہے" فرمائیے اس میں لکھنے کونسی بے احتیاطی یا شرعی غلطی کی ہے اس سے زیادہ صاف و صریح اور دیانت دارانہ تحریر کونسی ہو سکتی ہے آپ اپنی سخت تحریر اور مولانا کے اس نرم لہجہ اور صاف گوئی کا مقابلہ فرمائیے کہ یہ ہیں حضرت آپکی صاف سادہ تحریروں کو آپ الفاظی جال میں الجھا کر غلط رہبری کرنا چاہتے ہیں مخدوم دوست! ترقی اور فراخ دلی کے لیے ضروری نہیں ہے کہ انسان اپنے بالا ہستیوں پر بیجا اعتراضات کرے اور ان کے خلاف غلط پراگندہ کر کے دنیا سے متعارف ہو بلکہ اس کا بڑی حد تک ذاتی خصوصیات اور اہلیت پر انحصار ہے۔

ف اس کے بعد مولانا اپنے اس خط میں تحریر فرماتے ہیں "یہ آسان بات بھی کہ ثابت کر دیا جاتا کہ فلاں فلاں حضرات کے یہ عقائد نہیں ہیں جیسے چھپی ہوئی کم از کم مجھ کو اس سے کچھ تعرض نہ ہوتا بلکہ خوشی ہوتی"۔ اس سے زیادہ سچائی اور صداقت کیا ہو سکتی ہے، آپ اپنی تحریر میں کوئی ایک جملہ یا عبارت بھی اس وزن اور قیمت کی دکھلا سکتے ہیں اور اس سے زیادہ کیا رواداری ہو سکتی ہے کہ تحریر یا وجود بھی اگر عقائد نہیں ہیں تو مولانا اس کو قابل تعرض نہیں خیال فرماتے لیکن آپ کی خواہ مخواہ الفاظ کی صورت و ماہیت اور معانی بدل کر دنیا کی غلط رہبری کرنے پر مصر ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اس سے بھی زیادہ آسان بات یہ تھی کہ جناب تحقیق کیے بغیر فتوی لکھنے سے انکار فرما دیتے" سبحان اللہ کیا منطق ہے اس کے متعلق ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ جب نام وغیرہ کے بغیر فتوی طلب کیا جائے تو تحقیقات کی ضرورت مفتی کے لیے نہیں ہے اور فتوے سے انکار بھی مفتی کا کام نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح ایک استاد کے سامنے عبارت رکھ کر معانی دریافت کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ کتاب کا اور مصنف کا نام بھی بتلایا جائے استاد کو دریافت کی ضرورت نہیں استاد کا کام ہے کہ نفس عبارت کا مطلب شاگرد کو سمجھا دے۔

ف مولانا حمید الدین صاحب فراہی مرحوم کے متعلق مولانا تحریر فرماتے ہیں "مولانا حمید الدین کی کتابیں میں نے نہیں دیکھیں ایک دو سرسری ملاقات ہوئی زیادہ احوال معلوم نہیں ہو سکے آپ نے جو کچھ انکی عبادت و زہد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں نہ مزید شہادت کی ضرورت ہے میں کم از کم اپنے سے زیادہ آپ کو ثقہ سمجھتا ہوں" مولانا فرمائیے آپ نے جو نیت کا کلیہ ایجاد فرمایا ہے اس سے اس تحریر کا کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مولانا نے مولانا فراہی کی ذات یا شخصیت کو نظر انداز کر کے عمداً ان کو بدنام و رسوا کرنے کی کوشش کی ہے یا یہ صرف آپ ہی کی جدت طبع ہے ہمیں افسوس ہے کہ حسن نیت یا تجاہل کی طرف آپ نے مولانا کی رہنمائی خود فرمائی ہے آپ نے اس سے کام نہیں لیا اور عمداً احتراز کیا۔

ف مولانا اپنے خط میں اس خیال کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ "مولانا حمید الدین فراہی کی جن دو عبارتوں پر مفتیان عظام نے تکفیر کی بنا کی تھی میں غور و تامل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ سوء تعبیر اور سماحت عنوان سے یہ عبارتیں خالی نہیں لیکن موجب تکفیر نہیں ہو سکتی" سچائی اور صداقت اس کا نام ہے کہ جب فتوی عبارت محض پر طلب کیا گیا الفاظ پر حکم شرعی لگا دیا گیا اور جب ان کے سامنے ذاتی یا شخصی اعمال کے ساتھ اقوال بھی سامنے لائے گئے تو پوری پوری احتیاط کے ساتھ اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور اپنی بات کی کوئی پچ نہیں کی جاتی ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ بڑے بڑے ائمہ نے تحقیق کے بعد کسی چیز سے رجوع کیا ہے لیکن اس اولو العزمی و دیانت اور امانت کے بعد بھی آپ ہیں کہ پیچھے پڑے ہیں اور اپنی غلط تاویلات سے اس کو شرمناک کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں اب تو ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے بعد بھی اگر آپ نہ سمجھیں تو دنیا میں کوئی شخص آپ کو مطمئن نہیں کر سکتا۔

نیاز مند۔ محمد یحیی رضوی (از ورنگل)